الطيب الوجيز في أمتعة الورق والإبريز

(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں مزید ار مختصر کلام)

امام اہل سنت مجدد دین وملت **امام احمد رضا خان** محدث بریلوی قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

مرکز أهل السنة برکات رضا
شارع الإمام أحمد رضا، میمن واد
فوربندر، غجرات (الهند)

نام کتاب	:	الطيب الوجيز في أمتعة الورق والإبريز
تالیف	:	امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ
تقدیم وتخریج	:	نورالحسن خان ازہری
پروف ریڈنگ	:	ارشاد احمد برکاتی
باہتمام	:	علامہ عبدالستار ہمدانی ’’مصروف‘‘ برکاتی نوری
کمپوزنگ	:	ساجد حسن شاہد
طباعت اول	:	۲۰۰۸ء
تعداد	:	۱۱۰۰
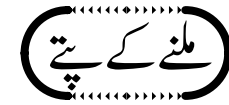
(۱) دارالعلوم غوث اعظم ،امام احمد رضا روڈ ، پوربندر، گجرات۔۳۶۰۵۷۵

(۲) محمدی بک ڈپو،مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔۶

(۳) کتب خانہ امجدیہ،مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔۶

(۴) فاروقیہ بک ڈپو،مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔۶

فہرست عناوین

مقدمہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ خاص امتیاز ہے کہ جب آپ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو اسے تشنہ نہیں چھوڑتے ہیں، اور دلائل و براہین کے ایسے انبار لگا دیتے ہیں کہ کسی کو بھی مجال دم زدن نہیں ہوتا ہے۔ فقہ حنفی کی جزئیات پر جو عبور آپ کو حاصل تھا وہ کسی پر مخفی نہیں ہے، فقہی تراث کی عبارات تو آپ کو اس قدر مستحضر تھیں کہ ایک ایک عبارت کا حوالہ کئی کئی کتابوں سے پیش کرتے جاتے ہیں۔ دیوبندی جماعت کے مشہور عالم مولانا عبد الحئ لکھنوی اپنی کتاب "نزهة الخواطر" میں آپ کی سوانح قلمبند کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

"يندر نظيره في عصره في الاطلاع على الفقه الحنفي وجزئياته يشهد بذلك مجموع فتاواه وكتابه "كفل الفقيه الفاهم في أحكام قرطاس الدراهم" الذي ألف في مكة سنة ثلاث و عشرين و ثلث مائة وألف"

''آپ کے زمانے میں فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مطلع حضرات میں آپ جیسا کوئی نظر نہیں آتا ہے، آپ کی فتاویٰ رضویہ اور کفل الفقیہ الفاہم (جسے آپ نے مکہ مکرمہ میں ۱۳۲۳ھ میں تحریر فرمایا)

اس پر شاہد ہیں۔

علمی گہرائی اور فقہی دسترس کا حال یہ ہے کہ جہاں آپ فقہائے کرام کے اقوال کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں وہیں ان پر حسب ضرورت مدلل کلام بھی فرماتے ہیں، فتاویٰ رضویہ میں بکھرے ہوئے فقہی جواہر پارے اس پر شاہد عدل ہیں، انہیں فقہی جواہر

کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے سید اسماعیل خلیل مکی نے فرمایا تھا "لو رآها أبو حنيفة النعمان لأقرت عينه ويجعل مؤلفها من جملة الأصحاب"

''اگر فتاوی رضویہ کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈک محسوس کرتیں، اور امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اصحاب میں شامل فرما لیتے''۔

زیر نظر رسالہ "الطيب الوجيز في أمتعة الورق والإبريز" بھی انہیں فقہی جواہر پاروں میں سے ایک جوہر نایاب ہے جس میں مؤلف علیہ الرحمۃ کی علمی جولانیاں جا بجا دیکھنے کو ملتی ہیں۔ سونے اور چاندی سے متعلق آٹھ سوالوں کے شافی جواب پر مشتمل یہ رسالہ مؤلف کی فقہی بصیرت کو مکمل طور پر اجاگر کرتا ہے۔

پہلا سوال سونے اور چاندی کے بے زنجیر بوتام سے متعلق ہے، جس کو آپ نے سیر کبیر، ذخیرہ، تتارخانیہ، درمختار اور فتاویٰ ہندیہ وغیرہا معتمد فقہی کتابوں سے استدلال کرتے ہوئے جائز قرار دیا ہے۔

دوسرا سوال سونے اور چاندی کی گھڑیوں کے رکھنے اور سیم وزر کے چراغ میں بغرض قوت عمل وتنبیہ موکلات فتیلہ روشن کرنے سے متعلق ہے، جس کی ممانعت آپ -علیہ الرحمۃ- نے امام طحاوی اور علامہ ابن عابدین شامی کے اقوال سے ثابت کی ہے۔

تیسرا سوال مردوں کو چاندی کا چھلا استعمال کرنے سے متعلق ہے، جس کی حرمت کا ثبوت آپ -علیہ الرحمۃ- نے حدیث نبوی اور اقوال ائمہ کی روشنی میں دیا ہے۔

چوتھا سوال مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننے سے متعلق ہے، جس کے جواب

میں آپ -علیہ الرحمۃ- نے جواز وکراہیت کی کئی صورتیں بیان فرمائی ہے۔

پانچواں سوال جھوٹے کام کے جوتے کے استعمال سے متعلق ہے، جس کی کراہیت پر آپ -علیہ الرحمۃ- نے متعدد اقوال پیش کئے ہیں۔

چھٹا سوال سونے، چاندی، گلٹ اور ریشم کی چین سے متعلق ہے، جس میں سائل نے ان اقسام کی چین کو گھڑی میں لگانے اور درحالت نماز پہننے کے بارے میں استفسار کیا ہے، آپ نے سونے چاندی کی چین کی مطلقا ممانعت فرمائی ہے اور گلٹ و ریشم کی چین سے متعلق جواز وکراہیت کی چند صورتیں پیش کی ہے۔

ساتواں سوال ریشم اور کلابتون سے بنی ہوئی ٹوپی اور ازار بند سے متعلق ہے، مؤلف علیہ الرحمۃ نے حسب سوال کئی صورتیں بیان کی ہے۔

آٹھواں سوال لوہے اور تانبے کا چھلا استعمال کرنے سے متعلق ہے، جس میں سائل نے غرض استعمال بیان کرتے ہوئے حکم جواز اور عدم جواز طلب کیا ہے، لیکن مؤلف علیہ الرحمۃ نے سونے چاندی کے علاوہ سے بنی ہوئی اشیاء کے عدم جواز کا حکم نافذ فرمایا ہے۔

ان تمام سوالوں کے تفصیلی جوابات جہاں میری باتوں کی تائید کرتے ہیں، وہیں اس بات کا انکشاف بھی کرتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان علوم وفنون کے ایسے بحر بیکراں تھے کہ جن کی بارگاہ سے ہر سائل اپنی تشنگی بجھاتا نظر آتا ہے۔

ایک بات یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ قارئین کی سہولت کی خاطر اس رسالہ میں از سر نو تخریج کا کام ہوا ہے ہاں دوران تخریج اگر کوئی کتاب دستیاب نہیں ہو سکی

ہے تو تخریج شدہ فتاوی رضویہ پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چند چیزوں کا مزید اضافہ کیا گیا ہے، جو اصل رسالہ میں نہیں تھیں مثلا۔

(۱) فہرست عناوین

(۲) فہرست مصادر

نہایت ہی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ جماعت اہلسنت کا یہ عظیم اشاعتی مرکز اب مؤلف علیہ الرحمۃ کے ان تمام رسائل کو یکے بعد دیگرے شائع کرنے کا عزم رکھتا ہے جو فتاویٰ رضویہ میں بکھرے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ جب ہم ''فتاوی رضویہ'' جو بلاشبہہ عطایا نبویہ ہے کی تمام اردو مجلدات کو جدید اسلوب وانداز میں دیکھیں گے۔

رب قدیر سے دعا ہے کہ مرکز اہل سنت کے بانی مناظر اہل سنت علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب قبلہ برکاتی نوری جو بلاشبہہ محسن اہل سنت ہیں کو صحت ودرازیٔ عمر عطا فرمائے اور ہم تمام لوگوں کو دین حنیف کا بےلوث خادم بنائے۔

آمین بجاہ النبي الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

نور الحسن خان أزہری

مرکز اہل سنت برکات رضا

پور بندر، گجرات، انڈیا

رسالہ

الطيب الوجيز في أمتعة الورق والإبريز

(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں مزید ار مختصر کلام)

انگرکھے اور کرتے میں سونے چاندی کے بے زنجیر بوتام کے استعمال پر شرعی حکم

مسئلہ ۱۷: ازا کولہ، صوبہ برار

مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب

۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھُنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگرکھے کرتے میں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر کے لگانے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہے، یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں؟ اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا کیا شرطیں ہیں؟ بينو تؤجروا (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ)

الجواب

سونے چاندی کے بوتام بطور مذکور لگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر، و ذخیرہ، و

منتقی، و تتارخانیہ، و درمختار، و طحاوی، و ہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ثابت، درمختار میں ہے:

"في التتارخانية عن السير الكبير لا بأس بأزرار الديباج والذهب."[1]

''تتارخانیہ میں سیر کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ریشم اور سونے کی گھنڈیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں''

عالمگیری میں ہے:

"لا بأس بلبس الثوب في غير الحرب إذا كان إزاره ديباجا أو ذهبا كذا في الذخيرة."[2]

''جنگ کے بغیر ایسا کپڑا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جس کی گھنڈیاں ریشم یا سونے کی ہوں۔ اسی طرح ذخیرہ میں مذکور ہے''

مرد کے لیے سونے اور چاندی کا استعمال اور جواز و حرمت کی صورتیں

اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہو یہ صحیح نہیں، شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے وہاں بہت سی صورتوں کی اجازت بھی دی ہے، مثلاً:

(۱) سونے کی گھنڈیاں، كما سمعت آنفا (جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔)

(۲) سونے کا تکمہ،

في الدر المختار عن شرح الوهبانية عن المنتقى: لا بأس بغروة

[1] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۵۱۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق و تعلیق: شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] فتاوٰی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۰، کتاب: الکراہیۃ، الباب التاسع، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

القميص وزره من الحرير لأنه تبع[1] الخ، وستسمع أن في اللبس ترخيص الحرير ترخيص النقدين بل سيأتيك نص المسئلة عن ردالمحتار۔

’’درمختار میں شرح وہبانیہ نے ’’المنتقٰی‘‘ سے نقل کیا ہے کہ قمیص کا تکمہ اوراس کی گھنڈیاں ریشمی ہوں تو کوئی حرج نہیں، کیوں کہ وہ تابع کی حیثیت رکھتی ہیں الـــخ، عنقریب تم سنو گے کہ ریشم کے پہننے میں رخصت دینا سونے چاندی (نقدین) کے استعمال کرنے کی سی رخصت ہے، عنقریب فتاوٰی شامی کے حوالہ سے تمہارے پاس اس مسئلہ کی تصریح آئے گی۔‘‘

(۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل

’’في الدرالمختار وحل مسمار الذهب في حجر الفص‘‘ [2]

’’پتھر کے نگینے میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے‘‘

(۴) چاندی کی انگشتری میں سونے کے دندانے۔

في’’ ردالمحتار‘‘ كالأسنان المتخذة من الذهب على حوالي خاتم الفضة فإن الناس يجوزونه من غيرنكير و يلبسون تلك الخواتم۔[3]

---

[1] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد: ۹، ص: ۵۱۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔ اصل لفظ ’’بعروة‘‘ ہے کیوں کہ دارالکتب العلمیۃ سے شائع شدہ ’’الدر المختار‘‘ میں یہی لفظ موجود ہے اور باعتبار لغت بھی یہی لفظ مناسب ہے۔

[2] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد: ۹، ص: ۵۱۹، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[3] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص ۵۱۹، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

’’ردالمحتار میں ہے کہ جیسے سونے کے دندانے چاندی کی انگوٹھی کے آس پاس لگے ہوں تو جائز ہے کیوں کہ لوگ بغیر کسی انکار کے اس کو جائز کہتے ہیں اوراس قسم کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں‘‘

(۵) کواڑوں یا صندوقچی یا قلمدان وغیرہا میں سونے کی گل میخیں برنجیں اورخود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز یہ بعینہ اسی صورت کی نظیریں ہیں کہ انگرکھا کرتا تاش بادلے کا حرام اورگھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل وتابع ہیں،

’’في الهندية لابأس بمسامير ذهب و فضة و يكره الباب منه۔‘‘[1]

’’ہندیہ میں ہے سونے یا چندی کی کیلیں لگانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ سونے چاندی کا دروازہ بنانا مکروہ ہے‘‘

فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا، درزی اورموچی کواس قسم کے کپڑے اورجوتے سینا کیسا ہے

(۶) یوں ہی چاندی سونے کے کام کے دوشالے، چادر کے آنچلوں، عمامے کے پلوؤں، انگرکھے، کرتے، صدری، مرزائی وغیرہا کی آستینوں، دامنوں، چاکوں، پردوں، تولیوں، جیبوں پرہو۔ گریبان کا کنٹھا، شانوں پشت کے پان ترنج، ٹوپی کا طرہ، مانگ، گوٹ پرکام، جوتے کا کنٹھا گپھا، کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چارانگل کے عرض سے زائد نہ ہوا گرچہ متفرق کام ملاکر دیکھیں تو چارانگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈرنہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے، اوراگرکوئی

---

[1] فتاوٰی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد: ۵، ص: ۴۱۳، کتاب: الکراہیۃ، الباب العاشر، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول: ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسے گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا، اگرچہ خود اس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں، جیسے ریشم یا لچکے پٹھے کے تعویذ یا ریشمیں کمر بند یا جوتے کی اڈیوں پنجوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی، ہاں ایک قول پر آنچل پلّو مطلقاً حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کار چوبی دوشالے یا بنارسی عمامے والوں کے لیے بہت وسعت ہے مگر زیادہ قوت اسی پہلے قول کو ہے کہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو۔

"في "الدرالمختار" يحرم لبس الحرير على الرجل إلاقدر أربع أصابع كأعلام الثوب و ظاهر المذهب عدم و مثله لو رقع الثوب بقطعة ديباج وظاهر المذهب عدم جمع المتفرق و مقتضاه حل الثوب المنقوش بالحرير تطريزا و نسجا إذا لم تبلغ كل واحدة من نقوشه أربع أسابع وإن زادت بالجمع ما لم ير كله حريرا قال ط وهل حكم المتفرق من الذهب و الفضة كذلك يحرر[۱]، قال في "القنية" وكذا في القلنسوة في ظاهرالمذهب يجوز قدرأربع أصابع وفي "التبيين" عن أسماء رضى الله تعالىٰ عنها أنها أخرجت جبة طيالسة عليها لبنة شبرمن ديباج كسرواني وفرجاها مكفوفان به فقالت هٰذا جبة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يلبسها وفي القاموس كف الثوب كفا، خاط حاشيته، و لبنة القميص نبيقته وفي "الهندية" يكره أن يلبس الذكور قلنسوة من الحرير أو الذهب

[۱] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۰۷، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

أو الفضة أو الكرباس الذي خيط عليه أبريسم كثيرأو شيء من الذهب أوالفضة أكثر من قدر أصابع اه وبه يعلم حكم العرقية المسماة بالطافية جمع المتفرق للتفرق ولو في عمامة وكذا المنسوج بذهب يحل إذا كان أربع أصابع و إلا لايحل للرجل وفي السراج عن السير الكبير، العلم حلال مطلقا صغيرا كان أو كبيرا قال المصنف هو مخالف لما مرمن التقييد بأربع أصابع وفيه رخصة عظيمة لمن ابتلى به في زماننا[۱] اه ملخصا.وفي" ردالمحتار" العلم عندنا يدخل فيه السجاف وما يخيط على أطراف الأكمام وما يجعل في طوق الجبة وهو المسمى قبة و كذا العروة والزر ومثله فيما يظهر طرة الطربوش أى القلنسوة ما لم تزد على عرض أربع أصابع وما على أكناف العباءة وعلى ظهرها وما في أطراف الشاش سواء كان تطريزا بالإبرة أو نسجا، وما يركب في أطراف العمامة المسمى صجقا فجميع ذٰلك لا بأس به إذا كان عرض أربع أصابع و إن زاد على طولها و فإذا كانت منقشة بالحرير و كان أحد نقوشها أكثر من أربع أصابع لا تحل و إن كان أقل تحل و إن زاد مجموع نقوشها على أربع أصابع وفي "الهندية" تكره عصابة المفتصد و إن كانت أقل من أربع أصابع لأنه أصل بنفسه كذا في "التمر تاشی" اه [۲] ط اه ملتقطا! أقول وما وقف فيه وأمر بتحريره فهو بحمد الله تعالىٰ

[۱] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۵۰۸، کتاب الحظر والاباحۃ، باب اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[۲] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۱۰، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

محرر عندي لاشبهة فيه، و لقد رأيتني كتبت علىٰ هامش نسختي "ردالمحتار" عند قوله و هل حكم المتفرق الخ مانصه أقول معلوم أن الحرير والذهب والفضة كلها متساوية في حرمة اللبس حيث حرم في الترخيص في لبس الحرير ترخيص فيهما والله تعالىٰ أعلم[1] اهـ. ثم رأيت العلامة الشامي ذكر بعد نحو ورقتين عين ماذكرته ولله الحمد حيث قال قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير في الحرمة فترخيص العلم والكفاف من الحرير ترخيص لهما من غيره أيضا بدلالة المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من إباحة الثوب المنسوج من ذهب أربعة أصابع وكذا كتابة الثوب بذهب أو فضة[2] الخ فهذا تحريره ولله الحمد".

''درمختار میں ہے کہ مرد کے لیے ریشم پہننا حرام ہے البتہ چار انگل کی مقدار ممنوع نہیں جیسے کپڑے پر نقوش وغیرہ بنالینا۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ طول میں زیادہ ہوں، اور یہی حکم ہے اس کپڑے کا جس کو ریشمی پیوند لگایا گیا ہو، اور ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ کپڑے پر ریشمی نقوش خواہ بنائے گئے ہوں یا بنے ہوئے ہوں جائز ہیں جب کہ اس کا کوئی نقش بھی چار انگلیوں کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے اگر چہ جمع کرنے سے زیادہ ہوجائیں بشرطیکہ سارا ریشمی نہ ہو۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا متفرق سونے

[1] جدالممتار علی ردالمحتار، امام احمد رضا خان قادری، غیر مطبوع۔

[2] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص: ۵۱۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

چاندی کا جو حکم پہنچا ہے وہ یوں ہی تحریر کیا جاتا ہے۔ قنیہ میں ہے اسی طرح ظاہر مذہب کے مطابق ٹوپی میں چار انگشت کے برابر کی مقدار جائز ہے۔ تبیین میں سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے (زیارت کرانے کے لیے ایک طیالسی جُبّہ باہر نکالا کہ جس پر بالشت کی مقدار کسروانی ریشم کا گریبان تھا اس کے دونوں اطراف ریشم سے مخطوط تھے، پھر مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے جو آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ قاموس اللغات میں ہے (کُفَّ الثوب) اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کا کنارہ مخطوط ہو، فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مردوں کا سونا چاندی یا ریشمی لباس پہننا یا ایسی سوتی ٹوپی پہننا جس پر بہت سے ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا سونا چاندی چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو تو یہ عمل مکروہ ہے (عبارت مکمل ہوگئی) اور اس سے عرفیہ جس کو طافیہ کہا جاتا ہے کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، جب کہ متفرق کو جمع نہ کیا جائے اگر چہ پگڑی میں ہو، اسی طرح سونے کی تاروں سے بُنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے جبکہ بمقدار چار انگشت ہو، ورنہ مرد کے لیے جائز نہیں، سراج میں سیر کبیر کے حوالہ سے منقول ہے نقوش علی الاطلاق جائز ہیں خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مصنف نے فرمایا کہ یہ چار انگلیوں کی قید کے مخالف ہے جو پہلے گزر چکی ہے، اس میں بڑی رخصت ہے اس شخص کے لیے جو ہمارے دور میں اس میں مبتلا ہوگیا ہے (ملخص مکمل ہوا) فتاوٰی شامی میں ہے ہمارے نزدیک نقوش میں نقش ونگار پردے کے بھی داخل ہیں اور وہ جس کی آستینوں پر سلائی کی گئی

ہواور جو کچھ طوق جبّہ پر کام کیا گیا جس کو ''قبہ'' کہا جاتا ہے اوراسی طرح تکمہ
اور گھنڈی۔اور یہی حکم ظاہر ہوتا ہے ٹوپی کے کناروں پر نقش ونگار کا جب کہ وہ
چوڑائی میں چار انگشت کی مقدار سے زیادہ نہ ہوں، اور جو کچھ گدڑی کے
کناروں اوراس کی پشت پر ہواور جو کچھ سنہری نقش دارلباس کے کناروں پر
کام کیا ہوا ہو، خواہ سوئی کے ساتھ بیل بوٹے بنائے گئے ہوں، چاہے بنے
ہوئے ہوں یا پگڑی کے کناروں میں جس کو ''صحق'' کہا جاتا ہے جوڑے
گئے ہوں ان سب میں حرج نہیں بشرطیکہ چوڑائی میں بمقدار چار انگلی ہوں
اگر چہ اس پر ریشمی نقوش ہوں اوراس کا کوئی ایک نقش چار انگلیوں کی مقدار
سے زیادہ ہوتو جائز نہیں اوراگر کم ہوتو جائز ہے اگر چہ اس کے مجموعی نقوش چار
انگلیوں کی مقدار سے بڑھ جائیں۔''فتاوٰی ہندیہ'' یعنی'' عالمگیری'' میں ہے
پچھنے لگوانے والے کی پٹی اگر چار انگلیوں کی مقدار سے کم ریشمی ہوتب بھی اس
کا استعمال مکروہ ہے (اس لیے کہ وہ تابع نہیں) بلکہ خود بذاتہ اصل ہے، یوں
ہی'' تمرتاشی'' میں مذکور ہے (طحطاوی کی عبارت پوری ہوگئی)، میں (مراد
صاحب فتاوٰی) کہتا ہوں کہ جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا اوراس کی
تحریر کا حکم دیا تھا بحمد اللہ تعالیٰ وہ میرے نزدیک محرر ہے جس میں کوئی شبہہ
نہیں، بیشک میں نے ''ردالمحتار'' کے اپنے نسخہ کے حاشیہ میں علامہ موصوف
کے قول "ھل حکم المتفرق" الخ جس کی موصوف نے تصریح فرمائی لکھا
ہے، میں کہتا ہوں یہ تو معلوم ہے کہ ریشم، سونا اور چاندی پہننے کی حرمت برابر
ہے کیوں کہ سب کا استعمال کرنا حرام ہے لہٰذا ریشم کی رخصت ان سب کی

رخصت ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا کہ
انہوں نے دواوراق کے بعد بالکل وہی کچھ ذکر کیا جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا۔
اللہ تعالیٰ ہی لائق حمد وثنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا سونا، چاندی اور ریشم یہ
سب حرام ہونے میں مساوی اور برابر ہیں، لہٰذا ریشمی نقش ونگار اور کفاف
(کناروں کا مخطوط ہونا) کی رخصت دینا بعینہ سونے چاندی کی رخصت دینا
ہے، کیوں کہ دلالت حرمت میں یہ سب برابر ہیں، پس اس بات کی تائید
گزشتہ عدم تفریق سے ہوتی ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا
بمقدار چار انگشت مباح ہے اور سونے چاندی کی کتابت (تحریر) کا بھی یہی حکم
ہے الخ، لہٰذا یہ ان کی تحریر ہے۔ خدا ہی کے لیے حمد وستائش ہے''

ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہر طرح
جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کو کلابتون کامدانی وغیرہ سے بنائے
جائیں خواہ کوئی جدا چیز، جیسے فیتوں، لیس، پیچک، بانکڑی وغیرہا ٹانکی جائے، ہاں یہ لحاظ
رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن
میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا اگر چہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں
کی ہے، علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے
ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت
پر اعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔

في فتاوی الإمام قاضیخان "الإسكاف أو الخیاط إذا استوجر
علی خیاطة شيء من ذی الفساق و یعطی له ، في ذلك كثیر أجر لا

يستحب له أن يعمل لأنه إعانة على المعصية "[1]

''امام قاضی خان کے فتاوٰی میں ہے کہ موچی اور درزی اگر بدکار لوگوں کی وضع کے مطابق جوتے اور کپڑے تیار کرنے کی اجرت مانگے اور اسے اس کام پر بہت زیادہ اجرت دی جائے تو اس کے لیے یہ کام کرنا مستحب نہیں رہتا کیوں کہ اس میں گناہ پر مدد کرنا پایا جاتا ہے''

(۷) وہ کپڑے پہننے جن پر سونے چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے۔

(۸) یوں ہی جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملمع۔

في "الهنديهة" "لايكره لبس ثياب كتب عليها بالفضة والذهب وكذلك استعمال كل مموه لأنه إذا ذوب لم يخلص منه شيٌ كذا في الينابيع" اھ [2] وفي "الدرالمختار" حل كتابة الثوب بذهب أو فضة والمطلى لابأس به بالإجماع اھ [3] ملخصا.

''فتاوی ہندیہ میں ہے ایسے کپڑے پہننے مکروہ نہیں کہ جن پر سونے یا چاندی سے کتابت کی گئی ہو، اور اسی طرح تمام ملمع کاری والے کپڑوں کے استعمال کا یہی حکم ہے کیوں کہ جب اسے ڈھالا جائے تو اس سے کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ ینابیع میں یہی مذکور ہے۔ درمختار میں ہے کہ کپڑے پر سونے چاندی کی کتابت جائز ہے اور ملمع کاری میں بالاجماع کوئی مضائقہ نہیں اھ ملخصا''

[1] فتاوی قاضی خان، جلد:۴، ص:۸۰۷، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، مطبع نولکشور، لکھنو، انڈیا۔

[2] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۲، کتاب: الکراہیۃ، الباب العاشر، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

[3] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاءالدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۴۹۶/ ۴۹۷، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

(۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار یا پتر جڑے ہونا بشرطیکہ وہ شئ جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اس عضو کی جگہ سے جدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں منہ لگا کر پانی نہ پئیں، تخت، پلنگ، کرسی، کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں، رکاب میں پاؤں ان پر نہ رہے، لگام، تلوار، نیزہ، تیر کمان، بندوق، قلم، آئینہ کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں، دمچی پوزی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں، چھڑی میں نیچے کی شام روا اوپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے، حقہ میں چاندی سونے کی مہنال حرام کہ پینے میں اس سے منہ لگتا ہے مگر دہن نَے سے نیچے سر کی ہو کہ اسے منہ ہاتھ نہ لگایا جائے تو روا۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس اشیائے کثیرہ جنہیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قبیل سے تھیں کواڑوں، صندوق، قلمدان، انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔

في "الدرالمختار" "حل الشرب من إناء مفضض أى مزوق بالفضة والركوب على سرج مفضض والجلوس على كرسي مفضض لكن يشرط أن يتقى موضع الفضة بفم وجلوس و نحوه وكذا الإناء المضبب بذهب أو فضة و الكرسي المضبب بهما وحلية مرأة و مصحف بهما كما لو جعله في نصل سيف أو سكين أو قبضتهما أو لجام أو ركاب و لم يضع يده موضع الذهب والفضة اھ[1] ملخصا! وفي "ردالمحتار" قوله مفضض وفي حكمه المذهب قهستاني قوله أى مزوق وفسره الشمني بالمرصع بها قال في "غرر الأفكار" يجتنب في

[1] دیکھئے درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاءالدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۴۹۵/ ۴۹۶، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

المصحف و نحوه موضع الأخذ و في السرج ونحوه موضع الجلوس وفي الركاب موضع الرجل وفي الإناء موضع الفم ونحوه في إيضاح الإصلاح ويجتنب في النصل والقبضة واللجام موضع اليد فالحاصل أن المراد الاتقاء بالعضو الذي يقصد الاستعمال به ففي الشرب لما كان المقصود الاستعمال بالفم اعتبر الاتقاء به دون اليد، ولا يخفي أن الكلام في المفضض وإلا فالذي كله فضة يحرم استعماله بأى وجه كان ولو بلامس بالجسد بخلاف القصب الذي يلف على طرف قبضة النتن فإنه تزويق فهو من المفضض فيعتبر اتقاؤه باليد والفم ولا يشبه ذٰلك مايكون كله فضة كما هو صريح كلامهم وهو ظاهر ، قوله المضبب أى مشدد بالضباب وهي الحديدة العريضة التي يضبب بها وضبب بالفضة شدبها مغرب ، قوله وحلية مرأة الذي في المنح والهداية وغيرهما حلقة بالقاف قال في "الكفاية" والمرادبها التي تكون حوالي المرأة لا ما تأخذ المرأة بيدها فإنه مكروه اتفاقا اهـ[16] ملتقطا۔ وفي "الهندية" لابأس بالمضبب من السراير إذا لم يقعد على الذهب والفضة وكذا الثغر[17] اه ملخصا۔

''درمختار میں ہے جس برتن پر چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہواس سے پانی پینا جائز ہے اور چاندی کی ملمع کاری والی زین پر سوار ہونا اور اسی نوع کی

[16] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۴۹۶، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[17] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۲، کتاب: الکراہیۃ، الباب العاشر، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔ صحیح لفظ " الثفر " ہے، دارالکتب العلمیۃ والے نسخہ میں بھی یہی لفظ ہے، اور سیاق و سباق بھی اسی لفظ کا متقاضی ہے۔

کرسی پر بیٹھنا بھی جائز ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جہاں چاندی پیوستہ ہو وہاں منہ نہ لگایا جائے اور نہ اس جگہ بیٹھے اور نہ سوار ہو۔ اسی طرح سے جس برتن سے سونا چاندی پیوستہ ہوں اور وہ کرسی جس پر یہ دونوں لگے ہوئے ہوں ۔شیشہ اور مصحف جن پر سونے چاندی کا زیور لپٹا ہو۔ تلوار یا چھری کی دھار یا ان دونوں کے دستے۔ لگام یا رکاب پر سونا چاندی لگے ہوں لیکن بوقت استعمال ان سے ہاتھ مس نہ ہوں، تو یہ سب جائز ہیں۔ ''ردالمحتار'' میں ہے مصنف کا قول ''أی مزوق''، علامہ شمنی نے اس کی تشریح ''المرصع'' (یعنی اس پر چاندی کا جڑاؤ ہو) سے فرمائی یعنی وہ جس پر چاندی جڑی ہوئی ہو۔ ''غرر الأفكار'' میں فرمایا مصحف اور اس جیسی کسی چیز (جس پر ہاتھ رکھنے والی جگہ پر سونا چاندی پیوستہ ہو) تو اس کے پکڑنے میں پرہیز کرے اور سونے چاندی کو مس نہ کرے۔ اسی طرح زین یا کرسی جس کے بیٹھنے کی جگہ پر سونا چاندی لگا ہو تو اس سے پرہیز کرے یعنی اس پر نہ بیٹھے اور رکاب میں پاؤں والی جگہ سونا چاندی ہو تو پاؤں نہ رکھے، اور برتن میں منہ لگانے کی جگہ سونا چاندی ہو تو منہ نہ لگائے یعنی استعمال نہ کرے۔ اور اسی طرح ''إیضاح الإصلاح'' میں ہے تیر کے پھل، تلوار کے دستے اور لگام کو بھی بایں وجہ ہاتھ نہ لگائے اور اس سے بچے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ اس حصہ جسم اور عضو کو بچایا جائے جو کسی شے کے استعمال کرنے میں مقصود ہوتا ہے، چوں کہ پینے کے لیے منہ کا استعمال مقصود ہوتا ہے لہٰذا اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا نہ کہ ہاتھ کا ،اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کلام سونے اور چاندی کی ملمع کاری میں ہے ورنہ جو چیز تمام کی تمام چاندی کی ہو اس کا استعمال تو سرے سے حرام ہے خواہ

استعمال ہاتھ سے ہو یا بغیر ہاتھ لگائے ہو بخلاف اس کانے کے جو تمبا کو کے کانے کے کنارے پر لپیٹ دیا جاتا ہے کیوں کہ وہ ''تزویق'' ہے جو مفضض میں شامل ہے، لہٰذا ہاتھ اور منہ سے اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا اور یہ اس کے مشابہ نہیں جو تمام چاندی ہو، جیسا کہ فقہائے کرام کا صریح کلام ہے اور یہی ظاہر ہے۔ مصنف کا ارشاد ''المضبب ''یعنی ضباب کے ساتھ باندھا ہوا، اور ضباب وہ چوڑا لوہا ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو باندھا جاتا ہے، ''ضبّب بالفضة ''کے معنی ہیں چاندی کے ساتھ باندھا گیا (مغرب) قولہ "حلية المراٰة" "منح الغفار" اور "هداية" وغیرہ میں یہ لفظ "حلقة" صرف قاف کے ساتھ ہے۔ "الكفاية" میں فرمایا کہ اس سے شیشے کا آس پاس (یعنی چاروں اطراف) مراد ہیں نہ کہ وہ جگہ جس کو عورت اپنے ہاتھ سے پکڑتی ہے کیوں کہ وہ تو بالاتفاق مکروہ ہے (ملخص مکمل ہوا) فتاوی ہندیہ میں ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے جڑا اور کسا ہوا تخت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ سونے چاندی والی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرے''

یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض اور بھی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں۔

مرد کے لیے شرعاً کیسی انگوٹھی جائز اور کیسی ناجائز ہے۔

اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز۔ انہیں میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا، شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل اور مہر

کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے، ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے۔ یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ سارا دارومدار نیت پر ہے۔

في "الدرالمختار" يتحلى الرجل بخاتم فضة إذا لم يرد به التزين ويحرم بغيرها وترك التختم لغير ذي حاجة أفضل وكل ما فعل تجبرا كره وما فعل لحاجة لا اھ[1] ملتقطا، وفي "الهندية" لبس الثياب الجميلة مباح إذا لم يتكبر وتفسيره أن يكون معها كما كان قبلها كذا في "السراجيه" اھ[2] **أقول** وبما فسرت التزين ظهر الجواب عما أورد العلامة الشامي على استثنائه أنه سيأتي أن ترك التختم لمن لايحتاج إلى الختم أفضل وظاهره أنه لا يكره للزينة بلا تجبر اھ[3] يعنى أن المسألة تفيد الجواز من دون حاجة الختم وح لم يبق غرض إلا التزين ورأيتني كتبت على هامشه ما نصه أقول قد فرقوا في مسألة الاكتحال بين الزينة والجمال فهلا يراد مثله بها فيباح التجمل دون التزين اھ[4] وحاصل ما أشرت إليه أن الزينة تطلق ويرادبها ما

[1] دیکھئے درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۵۱۶/ ۵۱۷، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۱، کتاب: الکراہیۃ، الباب التاسع، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

[3] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۱۷، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[4] جدالممتار علے ردالمحتار، امام احمد رضا خان قادری، غیر مطبوع۔

يـعـم الـجـمـال وهو جائز بل مندوب إليه بنية حسنة فإن اللّٰه جميل يـحـب الـجـمـال وهـوأثـر أدب الـنـفـس وسهامتها وتطلق و يرادبها مـايـنـحـون التـخـنـث و التـصنع مثل المرأة وهو مذموم ودليل على ضعف النفس ودناء تها ويرشدك إلى الإطلاقين قول علمائنا لايكره دهـن شـارب ولا كـحل إذا لم يقصد الزينة [1] وقـولهـم كما في الفتح بالخضاب وردت السنة ولم يكن لقصد الزينة[2] مع قوله تعالىٰ قل من حـرم زينة اللّٰه، [3] فـلـيـكـن الـمـراد هٰهـنـا هو المعنى الثانى فلا إيراد ولاتـخـالف والـلّٰه تعالىٰ الموفق هذا في "ردالمحتار" التختم سنة لمن يـحتـاج إليـه كـمـا فـي الاختيار، وإنما يجوز التختم بالفضة لو على هيأة خاتم الرجال إما لو له فصان أكثر حرم[4] ملخصا.

''در مختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب وزینت کی نہ ہو، اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے، جس کو پہننے کی ضرورت نہ ہواس کے لیے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے، اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی

---

[1] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاءالدین حصکفی حنفی، جلد:۳، ص:۳۹۷، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم......، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] فتح القدیر، امام کمال الدین حنفی، جلد:۲، ص:۳۵۱، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکات رضا، پوربندر، گجرات، انڈیا، طباعت اول:۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴م

[3] سورۂ اعراف، آیت نمبر:۳۲

[4] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۲۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔فتاوی ہندیہ میں ہے کہ عمدہ لباس پہننے کے بعد بھی وہی حالت وکیفیت ہو جو پہلے تھی، یوں ہی ''سراجیہ'' میں بھی مذکور ہے، میں کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے ''تزئین'' کی تشریح کی ہے اس کے استثنائے تزئین پر علامہ شامی کے اشکال کا جواب واضح ہوگیا کہ عنقریب آئے گا کہ بغیر حاجت انگوٹھی نہ پہننا (ترک تختم) انگوٹھی پہننے سے بہتر ہے، اس سے ظاہر ہے کہ زینت کے لیے پہننا مکروہ نہیں اھ ملخصا''

یعنی اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر حاجت انگوٹھی پہننے سے زیب وزینت کے علاوہ کوئی غرض نہیں ہوتی، مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں اہل علم نے سرمہ کے مسئلے میں زینت اور جمال کے درمیان فرق کیا ہے، پس یہی معنی مماثل یہاں کیوں نہیں مراد لیا جاتا۔لہٰذا تجمل کے لیے یہ کام مباح ہو نہ کہ زیب وزینت کے لیے اھ، جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی لفظ زینت بول کر اس سے وہ معنی مراد لیا جاتا ہے جو لفظ جمال سے لیا جاتا ہے اور وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے یہ ادب نفس اور اس کے حصہ کا اثر ہے، کبھی لفظ زینت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس سے تخنث (ہجڑاپن) اور تصنع (بناوٹ ونمائش) کا مفہوم مراد ہوتا ہے، جیسا کہ یہ جذبہ عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، اور یہ مذموم ہے اور نفس کی کمزوری، کمینگی اور گھٹیا پن کی علامت ہے، پس علمائے کرام کی طرف سے ان الفاظ کے دونوں اطلاق کی وضاحت تمہاری راہنمائی کرے گی۔ مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ آنکھوں میں لگانا مکروہ نہیں جب کہ زیب وزینت

مقصود نہ ہو۔ ''فتح القدیر'' میں ہے کہ خضاب لگانے کا ذکر حدیث میں وارد ہوا ہے جب کہ زینت کے ارادہ سے نہ ہو باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''کس نے اللہ تعالیٰ کی زینت کو حرام ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے''۔ ''ردالمختار'' میں ہے کہ عورتوں کے لیے انگوٹھی پہننا سنت ہے انہیں اس کی ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے جیسا کہ ''الاختیار'' میں ہے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لیے جائز ہے بشرطیکہ انگوٹھی مردانہ وضع کی ہو اور اس کے نگینے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اس کا استعمال ممنوع اور حرام ہے اھ ملخصا۔

(۱۰) یوں ہی چاندی کی پیٹی۔

(۱۱) کمر بند۔

(۱۲) تلوار کا پرتلا جائز۔

في "الدرالمختار" ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقا إلا بخاتم ومنطقة وحلية سيف منها أي الفضةاه [۱] وفي "ردالمحتار" وحمائله من جملة حليته شرنبلالية اه **قلت** ومثله للطحطاوي عن أبي السعود عن الشرنبلالي عن البزازية وعنها نقل في الهندية وقال في الغرائب لا بأس باستعمال منطقة حلقناها فضة۔ [۲]

[۱] درمختار مع شرحہ ردالمختار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۵۱۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[۲] فتاوٰی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۰۹، کتاب: الکراہیۃ، الباب التاسع، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م، اصل عبارت لا بأس باستعمال منطقة ملتقاها فضة المنطقة المفضضة فتاوی ہندیہ میں مذکور ہے البتہ فتاویٰ رضویہ کی یہ عبارت حاشیۃ الطحطاوی کے بالکل موافق ہے۔

☆ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، امام احمد بن محمد طحطاوی، جلد:۴، ص:۱۸۰، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، مطبوعہ: مطبعۃ بولاق، قاہرہ، مصر، سن اشاعت:۱۲۸۳ھ۔

''درمختار'' میں ہے کوئی آدمی مطلقاً سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے بجز چاندی کی انگوٹھی کے، یا کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) اور تلوار کا دستہ بھی استعمال کرنا مذکورہ دھاتوں کے سے جائز ہے۔اھ ''ردالمختار'' (فتاویٰ شامی) میں ہے کہ تلوار کا پرتلا از قسم زیور ہے، شرنبلالیہ۔قلت (میں کہتا ہوں) یوں ہی طحطاوی میں مذکور ہے، ابوالسعود بحوالہ شرنبلالی، اس نے ''فتاویٰ بزازیہ'' سے اس سے ''فتاوی ہندیہ'' میں نقل کیا گیا ہے کہ ''الغرائب'' میں فرمایا ایسے کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) کے استعمال کرنے میں حرج نہیں''

(۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا۔

(۱۴) افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز۔اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

في "الدرالمختار" لا يشد منه المتحرك بذهب بل بفضة وجوزهما محمد [۱] اهـ وفي "ردالمحتار" عن "التاتارخانية" جدع أذنه أو سقط سنه فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط وعند محمد من الذهب أيضا [۲] اه ملخصا۔

''درمختار'' میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی سے نہ کہ سونے کی تاروں سے مضبوط نہ کئے جائیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سے جائز قرار دیا ہے، ''فتاوی شامی'' میں ''تتارخانیہ'' سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا

[۱] درمختار مع شرحہ ردالمختار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۵۲۰/۵۲۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[۲] ردالمختار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۲۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے کے لگانے بھی جائز ہیں اھ ملخصاً''

(۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہما حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود، زِرہ، دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ناجائز۔

فـي "الدرالمختار" استثنى القهستاني وغيره استعمال البيضة والـجـوشـن والسـاعد أن منهما في الحرب للضرورة اھ[۱] وفي خزانة المفتين لابأس بالجوشن والبيضة من الذهب والفضة في الحرب[۲] اھ وفي "ردالمحتار" قال في "الذخيرة" قالوا هذا قولهما[۳] الخ

''درمختار'' میں ہے قہستانی وغیرہ نے جنگی ضرورت کے پیش نظر سونے چاندی کا خود، زرہ اور دستانوں کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔ ''خزانۃ المفتین'' میں ہے جنگ میں سونے چاندی کی زرہ اور خود کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اھ ''ردالمحتار'' میں ہے کہ ذخیرہ میں فرمایا گیا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ قول امام صاحب کے دو (مایۂ ناز) شاگردوں قاضی امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے الخ''

---

۱ درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۴۹۴، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

۲ فتاوٰی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۳، کتاب: الکراہیۃ، الباب العاشر، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

۳ ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۴۹۴، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

اس تفصیل سے بحمد اللہ تعالیٰ اس تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام امور مسئولہ کا جواب بھی لائح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سونے اور چاندی کی گھڑیوں کے رکھنے اور سیم وزر کے چراغ میں فتیلہ روشن کرنے کی ممانعت کا حکم

مسئلہ۱۸: از مارہرہ مطہرہ

مسئولہ ابوالقاسم حضرت سید اسمٰعیل حسن صاحب دامت برکاتہم

۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض بعض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہے مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل وسرعت اثر وتنبیہ موکلات مقصود ہوئی ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تؤجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ)

الجواب

دونوں ممنوع ہیں، علامہ سید احمد طحطاوی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

قـال الـعـلامة الوانی المنهی عنه استعمال الذهب والفضة إذا لأصـل فـي هـذا الباب قوله عليه الصلاة والسلام هذان حرامان على ذكـور أمّتـي حـل لأنـاثهـم ولـمـا بيـن أن المراد من قوله حل لأناثهم مـايـكـون حليا لهن بقى ماعداه علىٰ حرمته سواء استعمل بالذات أو بـالـواسـطة اھ وأقره العلامة نوح و أيده بإطلاق الأحاديث الواردة

فـي هـذا البـاب اه أبـو السعـود ومـنـه تـعلم حرمة استعمال ظروف فناجين القهوة والساعات من الذهب والفضة[1] اه ملخصاً۔

''علامہ وانی نے فرمایا کہ سونے چاندی کا استعمال ممنوع ہے اس لیے کہ اصل اس باب میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: یعنی سونا، چاندی دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، البتہ ان کی عورتوں کے لیے حلال ہیں، اور جب یہ بیان کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''حـــل لأنـــا ثهـــم" (ان کی عورتوں کے لیے حلال ہیں) سے مراد وہ سونا چاندی ہے جو عورتوں کے لیے بطور زیور ہو، تو پھر اس کے علاوہ باقی سونا چاندی خواہ بالذات استعمال کیا جائے یا بالواسطہ، اپنی حرمت پر رہے گا اھ، علامہ نوح نے اسی کو برقرار رکھا اور مطلق حدیثوں سے اس کی تائید کی جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ ابوسعود کی عبارت پوری ہوئی، لہٰذا اس سے قہوہ کی پیالیوں اور سونے چاندی کی گھڑیوں کی حرمت معلوم ہوئی، تلخیص پوری ہوگئی''

علامہ شامی ''ردالمحتار'' میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

وهو ظاهر[2] (اور یہ ظاہر ہے۔)

اسی میں ہے:

"الـذي كـلـه فضة يحرم استعماله بأي وجه كان كما قدمناه ولو

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، امام احمد بن محمد طحطاوی، جلد:۴، ص:۱۷۲، کتاب الحظر والاباحۃ، مطبوعہ: مطبعۃ بولاق، قاہرہ، مصر، سن اشاعت:۱۲۸۳ھ۔

[2] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۴۹۶، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

بـلامس بالجسد ولذا حرم إيقاد العود في مجمرة الفضة كما صرح به في الـخـلاصة ومثله بالأولىٰ ظروف فنجان القهوة والساعة وقدرة التنباك التي يوضع فيها الماء وإن كان لا يمسها بيده ولا بفمه لأنه استعمال فيما صنعت له[1] الخ"

''جو چیز مکمل چاندی ہے، جس طریقے سے بھی اس کا استعمال کیا جائے حرام ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا اگرچہ جسم سے مس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ چاندی کی انگیٹھی میں ''عود'' جلانا حرام ہے جیسا کہ خلاصہ میں اس کی تصریح کی گئی اور یہ بطریق اولیٰ اسی کی طرح ہے کہ قہوے کی پیالیاں، گھڑی اور حقہ کے زیریں حصہ کا استعمال جس میں پانی ڈالا جاتا ہے اگرچہ اسے ہاتھ یا منہ سے مس نہ کرے اس لیے کہ جس مقصد کے لیے یہ چیزیں بنائی گئیں ان میں ان کا استعمال ہو رہا ہے۔ الخ''

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیے۔

" لـمـا فـي " الـدر الـمختـار "إذا استـعملت ابتداء فيما صنعت له بحسب متعارف الناس وإلا فلا كراهة"۔[2]

''اس دلیل سے کہ ''درمختار'' میں ہے کہ یہ حکم تب ہے جب ابتداءً جس مقصد کے لیے چیز بنائی گئی لوگوں کے تعارف کے مطابق اس میں استعمال کی جائے ورنہ کراہت نہ ہوگی''

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۴۹۵، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹، ص:۴۹۲، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

نامقبول ہے کہ اولاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہے لإطلاق الأحاديث والأدلة كما مر (اس لیے کہ اس باب میں احادیث اور دلائل بغیر کسی قید کے مطلق ہیں، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ت) کٹورا پانی پینے کے لیے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو، پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں کھانا کھانا یا اس کی رکابی میں پانی پینا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

ماذكره في "الدرر" من إناطة الحرمة بالاستعمال فيما صنعت له عرفا فيه نظر فإنه يقتضي أنه لو شرب أو اغتسل بآنية الدهن أو الطعام أنه لا يحرم مع أن ذلك استعمال بلا شبهة داخل تحت إطلاق المتون والأدلة الواردة في ذلك[1] الخ

''جو کچھ ''درر'' میں بیان فرمایا کہ حرمت کا مدار عرفاً اس کی بناوٹ کے مطابق استعمال کرنے پر ہے، اس پر ایک اشکال ہے اس لیے کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی پانی پیئے یا غسل کرے تیل اور کھانے کے برتن میں تو حرمت نہ ہو حالاں کہ یہ بلا شبہ استعمال ان متون اور دلائل کے اطلاق کے نیچے داخل ہے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں۔ الخ''

ثانیاً: استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اس غرض کے لیے بنتا ہی نہیں، اور جس غرض کے لیے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال "فيما صنع لــه" موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مفقود، ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کر لیں تو کچھ حرج نہیں۔

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۴۹۳، کتاب الحظر والاباحۃ، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

أما التمويه الذي لا يخلص فلا بأس به بالإجماع لأنه مستهلك فلا عبرة ببقائه لونا[1] انتهىٰ والله تعالىٰ أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

''رہی وہ ملمع سازی کہ جس کا چھٹکارا نہ ہو تو بالاجماع اس کے ہونے میں کچھ حرج نہیں اس لیے کہ وہ اصالتاً ہلاک شدہ ہے لہذا اس کی رنگت کا باقی رہنا معتبر نہیں۔ عبارت پوری ہوئی، اور اللہ تعالیٰ ٹھیک بات کو خوب جانتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور ٹھکانہ ہے''

چاندی کا چھلا پہننے پر مردوں کے لیے حرمت کی دلیلیں

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مردوں کو چاندی کا چھلّا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا کیسا ہے؟ بينوا تؤجروا (بیان کرو اجر پاؤ۔)

الجواب

حرام ہے۔

''فقد قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الذهب والفضة أنهما محرمان علىٰ ذكور أمته[2] قلت ولا يجوز القياس علىٰ خاتم الفضة لأنه لا يختص بالنساء بخلاف ما نحن فيه فينهى عنه ألا ترى إلى ما في "ردالمحتار" عن شرح النقاية إنما يجوز التختم بالفضة لو

[1] البنایۃ فی شرح الہدایۃ، جلد:۴، ص:۱۹۸، کتاب الکراہیۃ، مطبوعہ: المکتبۃ الامدادیۃ، مکہ المکرمۃ۔

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، امام احمد بن محمد طحطاوی، جلد:۴، ص:۱۷۲، کتاب الحظر والاباحۃ، مطبوعہ: مطبعۃ بولاق، قاہرہ، مصر، سن اشاعت:۱۲۸۳ھ۔

علی هيئة خاتم الرجال إما لو له فصان أو أكثر حرم[1] انتهى ولأن الخاتم يكون للتزين وللختم إما هذا فلا شيٍّ فيه عند التزين وقد قال في "الدرالمختار" لا يتحلى الرجل بفضة إلا بخاتم إذا لم يرد به التزين[2] اه ملخصاً، وفي الكفاية قوله إلا بالخاتم هذا إذا لم يرد به التزين[3] انتهى، والله تعالیٰ أعلم".

''سونے چاندی کے متعلق حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، میں کہتا ہوں اس کو چاندی کی انگوٹھی پر قیاس کرنا جائز نہیں (کہ یہ جائز ہے تو وہ بھی جائز ہونا چاہیے) کیوں کہ چاندی کی انگوٹھی عورتوں کے ساتھ مختص نہیں بخلاف اس کے جس کی ہم بحث کررہے ہیں (یعنی چاندی کا چھلا) کہ اس سے مردوں کو منع کیا جائے گا، کیا تم اس کی طرف نہیں دیکھتے جو''فتاوی شامی''میں ''شرح نقایہ'' کے حوالے سے آیا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی پہننا اگر مردانہ ہیئت کے مطابق ہو تو جائز ہے لیکن اگر اس کے دو یا زیادہ نگینے ہوں تو حرام ہے اھ، اور اس لیے کہ انگوٹھی زیب وزینت اور مہر کے لیے ہوا کرتی ہے لیکن چھلے میں زیب وزینت کے علاوہ کوئی مقصد باقی نہیں رہتا، حالاں کہ'' درمختار'' میں فرمایا کہ مرد سوائے انگوٹھی کے چاندی کا کوئی زیور نہ پہنے اور اس سے بھی زیب وزینت مراد نہ ہو،

---

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹،ص:۵۲۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد:۹،ص:۵۱۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[3] الکفایۃ مع فتح القدیر، جلد:۸،ص:۴۵۷، کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، پاکستان۔

تلخیص پوری ہوگئی، کفایہ میں ہے کہ مصنف کا یہ کہنا'' إلا بالخاتم ''اس استشہاد کا جواز اس وقت ہے جب کہ انگوٹھی پہننے سے زیب وزینت کا ارادہ نہ ہو، عبارت پوری ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔

بلاضرورت مہر مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے

مسئلہ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے، اور بے ضرورت مہر اس کا کیا حکم ہے؟ بینو اتؤجروا (بیان کروتا کہ اجر پاؤ۔)

الجواب

مہر کے لیے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہے بے شبہہ مسنون ہے، اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام، اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف، اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت، تو اسی پر عمل چاہیے، اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ ہے کہ بچے، اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز، جیسے ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

في "ردالمحتار" التختم سنة لمن يحتاج إليه كما في الاختيار قال القهستاني وفي الكرماني نهى الحلواني بعض تلامذته عنه وقال إذا صرت قاضيا فتختم وفي البستان عن بعض التابعين لايتختم إلا ثلثة أمير أو كاتب أو أحمق و ظاهره أنه يكره لغير ذي الحاجة لكن قول المصنف أفضل كالهداية وغيرها يفيد الجواز وعبر في

"الـدرر" بـأولى وفي الإصلاح بأحب فالنهي للتنزيه[1] الخ وفيه قوله ولا يـزيـده على مثقال قيل ولا يبلغ به المثقال ذخيرة أقول ويؤيده نص الحديث السابق من قوله عليه الصلاة والسلام ولا تتمه مثقالا[2] انتهى، وفـي "الهـنـدية" عـن الـمـحـيط ينبغى أن تكون فضة الخاتم الـمثـقـال ولا يزاد عليه وقيل: لا يبلغ به المثقال وبه ورد الأثر انتهى،[3] وفـي "الـخـلاصة" إنما يجوز التختم بالفضة إذا كان على هيئة خاتم الـرجال إما إذا كان على هيئة خاتم النساء بأن كان له فصان أو ثلثة يكره استعماله للرجال[4] انتهى، والله تعالىٰ أعلم۔

''فتاوی شامی میں ہے جس شخص کو مہر لگانے کی ضرورت ہو اسے انگوٹھی پہننا سنت ہے جیسا کہ ''الاختیار'' میں ہے قہستانی نے فرمایا کہ'' کرمانی'' میں ہے شمس الائمہ حلوانی نے اپنے بعض شاگردوں کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا تھا، اور فرمایا تھا کہ جب تو قاضی بن جائے گا تو پھر مہر کی ضرورت کی وجہ سے انگوٹھی پہن لینا۔ ''بستان'' میں بعض تابعین سے مروی ہے کہ صرف تین آدمی انگوٹھی پہنتے ہیں: ایک امیر، دوسرا کاتب اور تیسرا بے وقوف۔ اس کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ جو صاحب ضرورت نہ ہو اس کے لیے انگوٹھی پہننا

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۲۰، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد:۹، ص:۵۲۰، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[3] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد:۵، ص:۴۱۴، کتاب: الکراہیۃ، الباب العاشر، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول:۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

[4] خلاصۃ الفتاوی، جلد:۴، ص:۳۷۰، کتاب الکراہیۃ، الفصل السابع، مطبوعہ: مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ، پاکستان۔

مکروہ ہے، لیکن مصنف کا قول ہدایہ وغیرہ کی طرح زیادہ عمدہ ہے جو جواز کا فائدہ دیتا ہے، چنانچہ ''درر'' میں لفظ ''اولیٰ'' اور اصلاح میں لفظ **''أحب''** سے تعبیر کی گئی یعنی نہ پہننا زیادہ پسندیدہ ہے، لہذا نہی تنزیہہ کے لیے ہے الخ اور اسی میں ہے کہ مصنف کا قول ''ولا یـزیـده علی مثقال ''یعنی مثقال سے زیادہ نہ ہو، اور یہ بھی کہا گیا کہ مثقال تک نہ پہنچے (ذخیرہ)، میں کہتا ہوں کہ حدیث سابق کی تصریح اس کی تائید کرتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی پوری مثقال نہ ہو، عبارت پوری ہوئی۔ ''فتاویٰ ہندیہ'' میں ''محیط'' کے حوالے سے مذکور ہے مناسب یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی صرف ایک مثقال ہو اس سے زیادہ نہ ہو، اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ مثقال تک بھی نہ پہنچے، چنانچہ اثر میں یہی وارد ہوا ہے، عبارت پوری ہوئی۔ ''خلاصہ'' میں ہے چاندی کی انگوٹھی پہننا اس وقت جائز ہے جب کہ مردانہ انگوٹھیوں جیسی ہو لیکن اگر عورتوں کی انگوٹھیوں جیسی بنی ہو کہ اس میں دو یا تین نگینے ہوں تو ایسی انگوٹھی کا مردوں کو استعمال کرنا مکروہ ہے، عبارت پوری ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے''

مردوزن کے لیے جھوٹے اور سچے کام کا جوتا پہننا کیسا ہے

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مردوزن کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تؤجروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر پاؤ۔)

الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے والـعـلـم عـنـد الـلّٰـہ (پورا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ت) کہ جھوٹے کام کا جوتا

مردوزن سب کے لیے مکروہ ہونا چاہیے۔

فإن المنسوج كغيره ولا شك أن النعال من أنواع الملبوسات، والنساء والرجل سواء في كراهة لبس النحاس.

”اس لیے کہ بنی ہوئی چیز غیر بنی ہوئی کی طرح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جوتا پہنی ہوئی چیزوں کی اقسام میں داخل ہے۔ اور مرد، عورتیں تانبے کے استعمال کے مکروہ ہونے میں برابر ہیں، یعنی دونوں کے لیے مکروہ ہے“

ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو، نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو، یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی تو کچھ مضائقہ نہیں اگر چہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے، خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہیے۔

وفي "الفتاوى الهندية "يكره أن يلبس الذكور قلنسوة من الحرير والذهب والفضة والكرباس الذي خيط عليه إبريسم كثير أو شيء من الذهب أو الفضة أكثر من قدر أربع أصابع [1] انتهى، قال العلامة الشامي وبه يعلم حكم العرقية المسماة بالطافية فإذا كانت منقشة بالحرير وكان أحد نقوشها أكثر من أربع أصابع لا تحل و إن كان أقل تحل وإن زاد مجموع نقوشها على أربع أصابع بناء على ما مر من أن ظاهر المذهب عدم جمع المتفرق انتهى [2] وقد قال

[1] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد: ۵، ص: ۴۱۰، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول: ۱۴۲۱ھ–۲۰۰۰م۔

[2] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص: ۵۱۰، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

العلامة الشامي أيضا أن قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير في الحرمة فترخيص الحرير ترخيص غيره أيضا بدلالة المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من إباحة الثوب المنسوج من ذهب أربعة أصابع اه [1] ملخصاً، فافهم وتثبت إذ به تحرر ما كان العلامة الطحطاوي متوقفا فيه ، والله تعالىٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم۔

”فتاوی ہندیہ“ میں ہے مردوں کے لیے ریشم یا سونے یا چاندی کی ٹوپی پہننا مکروہ ہے اور اسی طرح وہ سوتی کہ جس پر زیادہ تر ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا چار انگلیوں سے زیادہ سونا چاندی لگا ہو انتہی، علامہ شامی نے فرمایا کہ اس سے پگڑی اور ٹوپی کے نچلے کپڑے کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے کہ جس کو "طافیہ" کہتے ہیں، جب اس میں ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی ایک نقش چار انگشت سے زیادہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں لیکن اگر اس سے کم ہو تو جائز ہے اگر چہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں سے زیادہ ہو جائیں، یہ اس بناء پر ہے جیسا کہ گزر چکا کہ ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں انتہی، حالاں کہ علامہ شامی نے یہ بھی فرمایا کہ سونا چاندی اور ریشم یہ سب حرمت میں برابر ہیں، لہذا ریشم میں رخصت دوسری چیزوں کی رخصت کی طرح ہے دلالت مساوی ہونے کی وجہ سے۔ اور گزشتہ کلام سے عدم فرق کی تائید ہوتی ہے کہ سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا چار انگلی تک مباح ہے اھ ملخصاً۔ لہذا سمجھئے اور

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص: ۵۱۱، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

ثابت رہئے، اس سے وہ بھی تحریر ہوگیا جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا علم جس کی بزرگی بڑی ہے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے''

سونے، چاندی، گلٹ اور ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے

مسئلہ ۲۲: ازکلکتہ دھرم تلا نمبر ۶

مرسلہ مرزا غلام قادر بیگ صاحب

۹؍ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے، چاندی، گلٹ، ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر پاؤ۔)

الجواب

سونے چاندی کی چین تو مطلقاً منع ہے اگرچہ انگرکھے میں نہ لگائی جائے صرف کھونٹی میں لٹکائیں یا گھڑی کے بکس ہی میں گھڑی رکھیں، اور جو چیز ممنوع ہے اس کے ساتھ نماز میں کراہت آئے گی، اور گلٹ میں اگر چاندی زائد یا برابر ہے تو اس کا حکم بھی چاندی کا ہے اور اگر تانبا غالب ہے تو اس میں اور ریشم کی چین میں جب کہ وہ انگرکھے میں نہ لگائی جائیں کوئی حرج نہیں۔ رہا انگرکھے میں لگانا، اگر یہ لگانا پہننے کے مشابہ

ٹھہرے تو مکروہ ہوگا اور اس سے نماز بھی مکروہ کہ پہننا تانبے اور ریشم کا ممنوع ہے اور جو ممنوع کے مشابہ ہے مکروہ ہے، اور اگر پہننے کے مشابہ نہ ٹھہرے تو نہ اس میں حرج نہ نماز میں کراہت۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام اسی طرف ناظر کہ یہ پہننے سے مشابہ نہیں مگر فقیر کو اس میں تامل ہے اور وہ خود بھی اس پر جزم نہیں رکھتے اور اسے لکھ کر تامل کا حکم فرماتے ہیں تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ریشمی ٹوپی اور ازار بند کے استعمال پر جواز اور عدم جواز کی صورتیں

مسئلہ ۲۳: ازکلکتہ دھرم تلا نمبر ۶

مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب

۸؍رمضان ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان دو مسئلوں میں:

(۱) ٹوپی جس پر ریشم یا کلابتون کا کام ایسا ہو جس نے نصف سے زائد کپڑا چھپالیا ہو اس کا پہننا جائز یا حرام؟ اور جس کا تمام کپڑا چھپالیا ہو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۲) ازار بند ریشم کا مرد کو جائز یا حرام اور اس کے پاجامہ میں ہونے سے نماز کا کیا حال؟

الجواب

(۱) مغرق کہ تمام کپڑا کام میں چھپ گیا ہو یا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے مطلقاً ناجائز اگرچہ وہ ٹوپی عرض میں چار ہی انگل یا اس سے

بھی کم ہو یوں ہی اگر اس میں بیل بوٹا چار انگل عرض سے زائد ہو تو بھی ناجائز اگر چہ سارے کپڑے میں صرف یہی ایک بوٹی ہو، اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو مطلقاً جائز اگر چہ نصف سے زائد کپڑا کام میں چھپا ہو، اگر چہ متفرق بوٹیاں جمع کرنے سے چار انگل عرض سے زائد کو پہنچے۔

كل ذلك محقق في فتاوٰنا مستفاداً من "ردالمحتار" وغيره من الأسفار. والله تعالىٰ أعلم.

''ردالمحتار'' وغیرہ کتب معتبرہ سے استفادہ کرتے ہوئے اس تمام کی تحقیق ہمارے فتاوی میں کر دی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''

(۲) مذہب صحیح پر نماز جائز ہے

كما في "الهندية" و "الطحطاوية" وغيرهما

''جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ اور طحطاویہ وغیرہما میں ہے''

اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز مکروہ تحریمی کہ اسے اتار کر پھر اعادہ کی جائے۔

كما هو معلوم من الفقه في غيرما موضع نعم الجواز بمعنى الصحة حاصل وهو معنى ما في الهندية عن التاتارخانية عن جامع الفتاوىٰ عن محمد بن سلمة رحمة الله تعالىٰ: من صلى مع تكة إبريسم جاز وهو مسئ.[1] والله تعالىٰ أعلم.

''جیسا کہ فقہ کے متعدد مقامات سے معلوم ہے ہاں جواز اگر صحت کے معنی میں ہو تو صحت حاصل ہے اور یہی معنی مراد ہے جو ہندیہ میں تاتارخانیہ سے بحوالہ جامع الفتاوی محمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جس نے ریشم کے ازار بند کے ساتھ نماز ادا کی جائز ہے مگر وہ گنہگار رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''

[1] فتاوی ہندیہ، علامہ نظام حنفی، جلد: ۵، ص: ۴۱۰، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول: ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

مرد و زن کے لیے لوہے اور تانبے وغیرہ کے زیورات کا استعمال مباح نہیں

مسئلہ ۲۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا چھلا یہ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ ہمیں مہاسے وغیرہ کو مفید ہوتا ہے انہیں بھی جائز ہوگا یا نہیں بینوا تؤجروا۔

الجواب

چاندی سونے کے سوا لوہے، پیتل، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں کے لیے، اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کر سکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لیے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اس کے سوا دوا نہ ملے، اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے اخبار سے معلوم ہوا اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں۔

في "الشامية" عن "الجوهرة" التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء[1] انتهى، و فيها عن غاية البيان التختم بالذهب والحديد والصفر حرام[2] الخ وفي "الدرالمختار" كل تداوى لايجوز إلا بطاهر وجوزه في "النهاية" بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد مباحاً يقوم مقامه[3] الخ والله تعالىٰ أعلم.

[1] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص: ۵۱۸، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[2] ردالمحتار، محقق ابن عابدین شامی، جلد: ۹، ص: ۵۱۷، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

[3] درمختار مع شرحہ ردالمحتار، امام علاء الدین حصکفی حنفی، جلد: ۹، ص: ۵۵۸، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

''فتاوی شامی''میں ''جوہرہ'' کے حوالے سے مذکور ہے لوہے، پیتل، تانبے اور قلعی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہننا ممنوع ہے انتہی۔ اسی میں ''غایۃ البیان'' کے حوالے سے ہے سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا حرام ہے،'' درمختار'' میں ہے کہ کسی دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر جب کہ پاک ہو۔'' نہایۃ'' میں اس حرام دوا کے استعمال کرنے کو جائز قرار دیا ہے کہ جس کے متعلق کوئی مسلمان طبیب بتائے کہ اس میں شفا ہے اور کوئی ایسی مباح دوا نہ پائے جو اس کے قائم مقام ہو سکے الخ۔ اللہ تعالی سب سے بڑا عالم ہے'' فقط

رسالہ

الطیب الوجیز في أمتعة الورق والإبريز

ختم شدہ

فہرست مصادر ومراجع

نمبر شمار	مصادر ومراجع
۱	فتاوی ہندیہ، علامہ نظام، مطبوعہ: درالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت اول ۱۴۲۱ھ- ۲۰۰۰م۔
۲	درمختار مع شرح ردالمحتار، علامہ علاء الدین الحصکفی، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م۔
۳	ردالمحتار علی الدرالمختار، علامہ ابن عابدین شامی حنفی، تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد وشیخ علی محمد، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طباعت ثانی: ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م۔
۴	جدالمختار علی ردالمختار، امام احمد رضا خان قادری، غیر مطبوع۔
۵	فتاوی قاضیخان، مطبوعہ: مطبع نولکشور، لکھنو، انڈیا۔
۶	فتح القدیر، امام کمال الدین حنفی، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکات رضا، پور بندر، گجرات، انڈیا، طباعت اول: ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴م
۷	حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، امام احمد بن محمد طحطاوی، مطبوعہ: مطبعۃ بولاق، قاہرہ، مصر، سن اشاعت: ۱۲۸۳ھ۔
۸	البنایۃ علی الھدایۃ، مطبوعہ: المکتبۃ الامدادیۃ، مکۃ المکرّمۃ۔
۹	الکفایۃ مع فتح القدیر، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، پاکستان۔
۱۰	خلاصۃ الفتاوی، مطبوعہ: مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ، پاکستان۔